# آہ! نادر شاہ کہاں گیا

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ ھُوَ النَّاصِرُ

# سرزمینِ کابل میں ایک تازہ نشان کا ظہور

# ''آہ! نادر شاہ کہاں گیا''

**سرزمینِ کابل کی خصوصیّت** کابل کی سرزمین اس امر میں خصوصیّت رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تازہ نشانات اس میں پے در پے ظاہر ہو رہے ہیں۔ شاید ہندوستان کے بعد وہ دوسرا مُلک ہے جس کے متعلق اس قدر کثرت سے اخبارِ غیبیہ اللہ تعالیٰ کے مأمور اور مُرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے شائع کرائی گئی ہیں۔

**حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی پیشگوئی** ابھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ مجددیت بھی نہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شَاتَانِ تُذْبَحَانِ [1] کا الہام کر کے کابل میں اُن دوخونوں کی خبر دی جو ناحق اور بِلا سبب وہاں کئے جانے والے تھے۔ یعنی اوّل مولوی عبدالرحمٰن صاحب شاگرد صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کا قتل اور پھر خود صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کا قتل۔

**دوسری پیشگوئی** جب یہ پیشگوئی ۱۹۰۳ء کو تکمیل کو پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے متعلق پھر خبر دی کہ اب تین اور آدمی وہاں سلسلہ احمدیہ کے شہید کئے جائیں گے۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۹۰۶ء کا الہام ہے: ''تین بکرے ذبح کئے جائیں گے'' [2] یہ الہام ۱۹۲۴ء میں آ کر پورا ہوا جب کہ امیر امان اللہ خان صاحب کے عہد میں دوبارہ احمدیوں پر ظلم شروع ہوا اور پہلے جماعت احمدیہ کے مبلّغ مولوی نعمت اللہ صاحب امیر امان اللہ خان کے حکم

سے صرف اِس جُرم میں کہ وہ احمدی تھے اور احمدیت کی تبلیغ کرتے تھے، سنگسار کئے گئے اور ان کے چند ہفتے بعد مولوی عبدالحلیم صاحب و مُلّا نور علی صاحب اسی جُرم میں شہید کئے گئے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ دونوں الہاموں میں شہیدوں کا نام بکرے رکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بکرا ایک بے ضرر جانور ہے اور اس میں شَر کا مادہ بالکل نہیں ہوتا اس نام سے درحقیقت اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ پانچوں قتل ناحق اور ظالمانہ ہوں گے اور صرف صداقت اور حق کیلئے بطور قربانی کے ان کی بھینٹ چڑھائی جائے گی۔

## ظالمانہ قتلوں کا نتیجہ

ان ظالمانہ قتلوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے تو امیر حبیب اللہ خان جنہوں نے صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو شہید کیا تھا، اپنے ہی رشتہ داروں کی سازش سے قتل کئے گئے اور پھر امیر امان اللہ خان جنہوں نے مؤخر الذکر پیشگوئی کو پورا کیا تھا اور تین بے قصور احمدیوں کو ظالمانہ طور پر مروا دیا تھا ایک بچہ سقّہ کے ہاتھ سے کہ جو ایک معمولی سپاہی کی حیثیت رکھتا تھا اور صرف تین سَو ہمراہیوں کے ساتھ کابل پر حملہ آور ہوا تھا بُری طرح شکست کھا کر اپنا ملک چھوڑنے کیلئے مجبور ہوئے اور ایک طاقت ور بادشاہ ہونے کے باوجود توپوں اور گولہ بارود کے انباروں کے ہونے کے باوجود نسبتاً کمزور اور نہتی فوج کے ایک دستہ کے مقابلہ میں وہ اپنا تخت نہ سنبھال سکے اور بعد اس کے کہ یورپ کے ہر ملک میں اُن کا شاندار استقبال ہوا تھا، وہ ایک مسافر کی حیثیت میں اٹلی کے ایک گوشۂ تنہائی میں اپنی زندگی کے آخری دن گزارنے پر مجبور ہوئے۔

## تیسری پیشگوئی

گو حبیب اللہ خان عُرف بچہ سقّہ کے ساتھ ابتدا میں صرف تین سَو سپاہی تھے لیکن امیر امان اللہ خان کے کابل چھوڑنے کے بعد اس کے گرد ایک بڑا لشکر جمع ہو گیا اور ادھر امیر امان اللہ خان نے بھی قندھار کا رُخ کیا تا کہ وہاں کے قبائل کو جمع کر کے اپنی کھوئی ہوئی طاقت حاصل کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام ملک میں خانہ جنگی کی آگ پھیل گئی اور اِس خانہ جنگی میں ہزاروں آدمیوں کا خون ہوا حتّٰی کہ عام طور پر ایک لاکھ آدمیوں کے مارے جانے کا اندازہ کیا جاتا ہے اور اس طرح ایک تیسری پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوری ہوئی جس کے یہ الفاظ تھے کہ:۔

''ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مریں گے''[۳]

## کابل میں طوائف الملوکی

اُس وقت لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ اب افغانستان کی منظّم حکومت کا خاتمہ ہے۔ ایک جاہل اور اَن پڑھ آدمی جسے سیاست اور تنظیم کا کچھ بھی علم نہیں برسرِ حکومت آ گیا ہے۔ نتیجہ یہی ہوگا کہ ملک میں آئے دن لڑائی اور فساد ہوتا رہے گا اور حکومتِ افغانستان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اپنی ہمسایہ طاقتوں میں مدغم ہو جائے گی لیکن خدا تعالیٰ کا کلام پچیس سال پہلے اس فتنہ کو دور کرنے کیلئے ایک اور شخص کو منتخب کر چکا تھا جو بدامنی کی حالت کو بدل کر افغانستان میں از سرِ نَو امن اور طوائف الملوکی کو دُور کر کے پھر ایک منظّم حکومت قائم کرنے والا تھا اور یہ شخص جرنیل نادر خان تھا جو اس فتنہ کے وقت فرانس میں بیمار پڑا ہوا تھا۔

چونکہ نادر خان ایک ذہین جرنیل تھا۔ بچہ سقّہ کی بغاوت کے وقت ان کو بلانے کی پوری کوشش کی گئی لیکن اُن کی بیماری نے ان کو سر اُٹھانے کی مہلت نہ دی اور وہ امیر امان اللہ خان کی امداد کے لئے وقت پر روانہ نہ ہو سکے اور ایسا ہو بھی کس طرح سکتا تھا جب کہ خدا تعالیٰ کا منشاء کچھ اور تھا۔

## نادر شاہ کے متعلق پیشگوئی کی تشریح

وہ پیشگوئی جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ نے ۱۹۰۵ء میں شائع کی تھی اور دو الہاموں پر مشتمل تھی۔ یہ الہام آپ کو ۳۔مئی ۱۹۰۵ء کو ہوئے تھے اور ان کے الفاظ یہ تھے۔

(۱) مَارَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى [۴] (۲) آہ! نادر شاہ کہاں گیا [۵]

اوّل الذکر الہام درحقیقت قرآن کریم کی ایک آیت ہے اور جنگِ بدر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس جنگ میں مکہ کے تجربہ کار جرنیل اپنی ساری طاقت لے کر باہر نکلے تھے اور ایک ہزار جنگجو سپاہی ان کے ساتھ تھے۔ اس کے مقابل پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ بہت ہی مختصر لشکر تھا۔ یعنی کُل تین سَو تیرہ آدمی تھے اور ان میں سے بھی اکثر ناتجربہ کار تھے اور بعض کے پاس ہتھیار تک نہ تھے۔ پُرانی اور کُند تلواریں یا شکستہ نیزے ان کا سرمایہ تھا۔ سواریاں بھی بہت کم لوگوں کو میسّر تھیں جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے اور لشکرِ کُفّار نے اپنی تعداد اور اپنے تجربہ کی فوقیت کی وجہ سے اسلامی لشکر کو دبانا شروع کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خدا تعالیٰ سے دعا کی اور اُس کے حکم پر ایک مُٹھی کنکروں کی اُٹھا کر دشمن کی طرف پھینکی یہ گویا

آسمانی طاقتوں کو ایک اشارہ تھا۔ اِدھر آپؐ نے مُٹھی پھینکی اور اُدھر ایک تیز آندھی مسلمانوں کی پُشت کی طرف سے چل پڑی اور اس کے ساتھ ریت اور کنکروں کا ایک طوفان اُٹھا جس نے کفار کی آنکھوں میں پڑ کر اُن کی نظر کو کمزور کر دیا اور اُن کے تیر بھی ہوا کی مخالفت کی وجہ سے مسلمانوں تک پہنچنے سے رُک گئے اور میدان کے درمیان میں ہی بے کار اور بے ضرر ہو کر گرنے لگے اور اسی ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح اور مکہ والوں کو شکست دی۔ اسی واقعہ کا اس آیت میں ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تُو نے کنکر پھینکے تھے تو درحقیقت تُو نے نہیں پھینکے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکے تھے کیونکہ اِن کنکروں کے پھینکتے ہی عناصر میں ایک جوش پیدا ہوا اور وہ دشمن کو تباہ کرنے میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو گئے۔

اِس آیت کو بطور الہام نازل کرنے کے یہ معنی تھے کہ ایک ایسا ہی واقعہ ہونے والا ہے جب کہ پھر ایک لشکر خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اپنے سے زیادہ طاقتور لشکر کا مقابلہ کرے گا اور باوجود اپنی بے سروسامانی کے وہ تھوڑا سا لشکر اپنے سے بڑے لشکر پر فتح پا جائے گا۔

اس الہام سے ظاہر ہے کہ جن دو فوجوں میں جنگ ہو گی، ان میں سے ایک فوج سلسلہ احمدیہ کی مخالفت کی وجہ سے عذاب کی مستحق قرار پا چکی ہو گی۔ جس طرح مکہ والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت کی وجہ سے سزا کے مستحق قرار دیئے گئے تھے اور ان کے مقابل کا لشکر گو ہو گا تو کنکروں کی طرح ناکارہ لیکن اُس وقت ایسے کام پر مامور ہو گا جس سے اللہ تعالیٰ کے کلام کی تصدیق ہوتی ہو گی اور اُسے مسیح موعود علیہ السلام کی دعا برپا کرے گی۔ اب دیکھنا چاہئے کہ سوائے کابل کی حکومت کے کوئی ایسی حکومت نہیں جس نے بحیثیت حکومت احمدیت پر مکہ والوں کی طرح قتل کے ذریعہ سے ظلم کیا ہو اور پھر اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بددعا کی ہو۔ جیسا کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کی شہادت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بددعا کی ہے آپ فرماتے ہیں۔

''شاہزادہ عبداللطیف کے لئے جو شہادت مقدر تھی وہ ہو چکی۔ اب ظالم کا پاداش باقی ہے اِنَّـهٗ مَنْ يَّأتِ رَبَّـهٗ مُـجْـرِمًـا فَاِنَّ لَـهٗ جَهَنَّمَ لَايَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰ''۔[۶]

یعنی جو خدا تعالیٰ کے سامنے مُجرم ہو کر پیش ہوتا ہے اُس کے لئے ایک ایسی جہنم مقدر ہے کہ وہ نہ اس میں زندہ رہے گا اور نہ مرے گا۔

(الفضل ۲۲۔اکتوبر ۱۹۳۳ء)

یہ امر ظاہر ہے کہ نہ مرنے اور نہ زندہ رہنے کی حالت ذلّت ورُسوائی کی حالت ہوتی ہے کہ نہ اس میں انسان کو زندہ کہا جا سکتا ہے کیونکہ اُس کی طاقت چھین لی جاتی ہے اور نہ مُردہ کہا جا سکتا ہے کیونکہ وہ بظاہر سانس لیتا ہے۔ پس اس بد دعا کا نتیجہ اسی طرح پیدا ہوسکتا تھا کہ امیر حبیب اللہ خان یا اس کی اولاد کے ساتھ ایسا سلوک ہو کہ وہ زندہ ہوتے ہوئے مُردوں کی طرح ہو جائے۔

## کابل میں بدر کی جنگ کا نظارہ

غرض یہ امر ثابت ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے ساتھ مکہ والوں کی طرح کا سلوک کرنے والی حکومت صرف افغانستان ہی کی حکومت تھی اور ان کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الفاظِ قرآنی میں بد دعا بھی کی تھی۔ پس مذکورہ بالا الہام اسی حکومت کی نسبت ہوسکتا ہے اور چونکہ اس الہام میں اسلامی لشکر کا ذکر نہیں بلکہ صرف کنکر پھینکنے کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ افغانستان پر یہ تباہی کسی احمدی لشکر کے ذریعہ سے نہیں آئے گی بلکہ اللہ تعالیٰ یہ کام ایسے لوگوں سے لے گا جو کنکروں کی طرح ہوں گے۔ یعنی اُن کی ذات میں کوئی خوبی نہ ہوگی بلکہ وہ صرف خدا تعالیٰ کا نشان پورا کرنے کے لئے ایک آلہ بنائے جائیں گے اور باوجود اس کے کہ وہ حقیر کنکر ہوں گے پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے جنگ بدر جیسا نشان دکھائے گا۔ یعنی وہ بالکل تھوڑے ہونگے اور بے سامان ہونگے اور دشمن زیادہ ہوگا اور باسامان ہوگا لیکن پھر بھی وہ حقیر اور ذلیل کنکر ایک نبی کی دعا کے ماتحت حکومت اور اس کے ارا کین کو پاش پاش کر دیں گے۔ چنانچہ دیکھو کہ جب حبیب اللہ خان نے توبہ سے کام نہ لیا تو پہلے اسی کے بھائیوں کے ہاتھوں سے خدا تعالیٰ نے اس کو قتل کرایا' اس کے بعد امیر امان اللہ خان بادشاہ ہوئے اور انہوں نے باپ کی طرح تین بے گناہ احمدیوں کو قتل کرا دیا تب خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکا اور اُس نے اِس خاندان کے حد سے بڑھے ہوئے ظلم کا بدلہ لینے کا حکم دے دیا اور اِس اطلاع کے مطابق جو قبل از وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اُس نے دے رکھی تھی بچہ سقّہ کو ایک جماعت کے ساتھ جو تعداد میں اصحاب بدر کے مطابق تھی یعنی کُل تین سَو سپاہی تھے' امان اللہ خان کے مقابلہ کے لئے کھڑا کر دیا اور پھر دوبارہ بدر کی جنگ کا نظارہ دنیا نے دیکھا۔ یعنی تین سَو ناتجربہ کار اور بے سامان سپاہیوں نے ایک حکومت کا جو قلعوں میں محفوظ تھی تختہ اُلٹ دیا۔ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ؁ کنکروں کا اس طرح قلعوں کی دیواروں کو توڑ دینا' آندھی کے جھونکوں کا توپوں کے گولوں کے رُخ پھرا دینا کوئی معمولی نشان نہیں بلکہ ایک ایسا زبردست نشان

ہے کہ ہر صحیح الفطرت انسان کے سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ کاش! جو آنکھیں رکھتے ہیں دیکھیں اور جو کان رکھتے ہیں سنیں اور جو دل رکھتے ہیں ایمان لائیں تا کہ خدا کے فضلوں کے وارث ہوں۔

**نادر خان کا بادشاہ بننا اور ناگہانی وفات پانا** بچہ سقّہ کے ہاتھوں امان اللہ خان کی شکست سے یہ الہام پورا ہو جانا تھا اور کنکر اپنا کام کر چکنے کے بعد پھر کنکر ہی بن جانے تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا میں یہ لفظ تھے کہ خدا تعالیٰ حبیب اللہ خان سے یہ سلوک کرے کہ نہ وہ زندہ رہے اور نہ مرے اور یہ اسی طرح ہوسکتا تھا کہ اُس کی اولاد تو باقی رہے لیکن اُن کے پاس حکومت نہ باقی رہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ اگر بچہ سقّہ تخت کابل پر قائم رہتا تو امان اللہ خان کو حکومت واپس لینے کا بہت موقع تھا کیونکہ بچہ سقّہ میں تدبیرِ ملکی کی لیاقت نہ تھی اور اس کی طبیعت میں خشونت اور سختی بھی تھی اور اس کے نائب کنکروں کی طرح صرف چُبھنا ہی جانتے تھے' ملک کیلئے خیر کا کام کرنا اُن کی طاقت سے بالا تھا اور چونکہ وہ پیشگوئی کو پورا کر چکا تھا خدا تعالیٰ کی نصرت سے بھی محروم ہو چکا تھا۔ پس خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اُس سے وہ کام لے کر جو اُس کے لئے ازل سے مقدر ہو چکا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کو کہ حبیب اللہ خان نہ زندہ رہے نہ مُردہ' کسی دوسرے شخص کے ہاتھ سے پورا کرائے۔ چنانچہ اِس کے لئے اُس نے نادر خان کو چُنا اور اِس کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس پہلے الہام کے ساتھ ہی اُسی دن اِن الفاظ میں دی کہ ''آہ! نادر شاہ کہاں گیا''

جس میں یہ بتایا گیا کہ اس پہلے واقعہ کے بعد نادر بادشاہ افغانستان ہوگا اور بادشاہ بننے کے بعد ایک آفت ناگہانی کے ذریعہ سے اس کی موت واقع ہوگی حتٰی کہ سب ملک چلاّ اُٹھے گا کہ آہ! نادر شاہ کہاں گیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بچہ سقّہ کو خدا تعالیٰ نے جرنیل نادر خاں کے ہاتھوں سے شکست دلا کر ۳۔مئی ۱۹۰۵ء کے دوسرے الہام کو پورا کرنے کے سامان پیدا کرا دیئے اور اس امر کا بھی انتظام کرا دیا کہ امان اللہ خان دوبارہ بادشاہ نہ ہو سکے اور امیر حبیب اللہ خان کے خاندان کے لئے یہ آسمانی فیصلہ جاری ہو جائے کہ وہ نہ مریں اور نہ زندہ رہیں۔

**نادر شاہ کی وفات کی خبر** لیکن جہاں اِس الہام میں یہ خبر دی گئی تھی کہ کنکروں سے کام لینے کے بعد اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دے گا کہ نادر نامی ایک شخص بادشاہ ہو جائے گا اور اُس کے ذریعہ سے امیر حبیب اللہ خان کی اولاد کو

اللہ تعالیٰ تختِ کابل سے مستقل طور پر محروم کرکے لَایَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْییٰ کا مصداق بنادے گا وہاں اِس الہام میں یہ بھی خبر تھی کہ نادر، بادشاہ ہونے کے بعد ایسے وقت میں کہ ابھی اُس کی ضرورت باقی ہوگی، اِس دنیا سے گذر جائے گا اور لوگ اُس کی ضرورت کو محسوس کریں گے۔ اور جیسا کہ قارئین کرام کو معلوم ہوگا، یہ حصہ پیشگوئی کا ۸۔ نومبر ۱۹۳۳ء کو پورا ہو گیا ہے۔ یعنی اس تاریخ کو نادر شاہ بادشاہِ افغانستان کو جبکہ وہ دلکشا محل میں ایک فٹ بال کے میچ کے بعد تقسیمِ انعامات کے لئے تشریف لائے تھے ایک دشمنِ ملک و ملّت نوجوان نے پستول کے تین فائر کر کے ہلاک کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اے لوگو! جن کے دل میں ذرّہ بھر بھی ایمان باقی ہے، میں تم سے کہتا ہوں کہ کیا یہ نشان خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے لئے کافی نہیں؟ کیا یہ نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے ثبوت کے لئے کافی نہیں؟ کیا یہ نشان جو قریباً ۳۰ سال بعد آ کر پورا ہوا، اِس امر کے ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں کہ ہمارا خدا زندہ ہے۔ وہ جس طرح آدمؑ سے کلام کرتا تھا، نوحؑ سے کلام کرتا تھا، ابراہیمؑ سے کلام کرتا تھا، موسیٰؑ سے کلام کرتا تھا، عیسیٰؑ سے کلام کرتا تھا اور سب سے آخر میں لیکن سب سے زیادہ شان کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نبیوں کے سردار سے کلام کرتا تھا، آج بھی اپنے پیارے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ آج بھی اسلام کے لئے اس کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور اس کی طرف سے معجزے دکھائے جاتے ہیں۔ دیکھو! یہ کوئی معمولی پیشگوئی نہیں جو پوری ہوئی۔ اگر ذرا تأمّل سے کام لو تو اس ایک پیشگوئی میں بہت سی پیشگوئیاں جمع ہیں۔

## نادر خاں کی بالکل مخالف حالات میں ترقی

(۱) مثلاً جس وقت یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شائع کئے، اُس وقت نادر خاں ایک نوجوان طالب علم تھے اور اِن کا خاندان اُس وقت ایسے حالات میں سے گذر رہا تھا کہ کسی بڑے عُہدہ کی بھی انہیں امید نہ ہوسکتی تھی۔ یعنی اِن کا خاندان امیر عبدالرحمٰن کے زمانہ میں زیرِ عتاب رہ کر اس زمانہ کے بالکل قریب امیر حبیب اللہ خان کی معافی پر افغانستان پہنچا تھا اور بوجہ وطن سے ۲۰ سال باہر رہنے کے انہیں کامیابی کی زیادہ امید نہیں ہوسکتی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اِس کو اِس قسم کی ذہانت عطا کی کہ وہ فوجی کام میں جس پر وہ مقرر کئے گئے تھے خاص طور پر قابل ثابت ہوئے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اِن کی ترقی کا یہ سامان کر دیا کہ سمتِ جنوبی میں بغاوت ہوئی جس میں شاہی فوجوں کو شکست ہوئی اِس پر نادر خان اِس

بغاوت کو فرو کرنے پر مقرر ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اِن کو زبردست کامیابی دی جس کی وجہ سے اِن کو عُہدہ میں ترقی ملی اور وہ افغانستان کے قابل ترین آدمیوں میں سمجھے جانے لگے۔

**وزیرِ جنگ اور سپہ سالار بننا**

(۲) امیر حبیب اللہ خان یکدم مارے گئے اور کابل سے باہر مارے گئے جس کی وجہ سے عنایت اللہ خان جو اِن کے بڑے بیٹے اور امیر نصر اللہ خان کے داماد تھے، اپنے خُسر سمیت اُس وقت امیر حبیب اللہ خان کے ساتھ تھے، بادشاہت سے محروم رہ گئے۔ کابل کے لوگوں نے فساد کے خوف اور اِس شُبہ کی وجہ سے کہ امیر حبیب اللہ خان کا قتل امیر نصر اللہ خان اور سردار عنایت اللہ خان کی سازش سے ہوا ہے امان اللہ خان کو تخت پر بٹھا دیا۔ امان اللہ خان کو اس عہدہ کے حصول کے لئے شاہ غاشی عبدالقدوس خان سے مدد لینی پڑی جو نادر خان کے قریبی رشتہ دار تھے۔ پس باوجود اِس کے کہ انہیں نادر خاں پر یہ شبہ تھا کہ امیر حبیب اللہ خان کے خلاف سازش میں ان کا بھی حصہ ہے چند دنوں کی نظر بندی کے بعد انہوں نے انہیں اپنے عُہدہ پر بحال کر دیا۔ اس کے معاً بعد افغانستان اور انگریزوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی اور اس میں ان کو اِس قدر زبردست کامیابی ہوئی کہ سپہ سالار اور وزیرِ جنگ دونوں عُہدے ان کو مل گئے اور یہ جنگ ان کے حق میں ابرِ رحمت ہو گئی اور تختِ شاہی کے اور بھی قریب ہو گئے کیونکہ اِس جنگ نے انہیں سمتِ جنوبی کے لوگوں میں محبوب بھی بنا دیا اور ان کی لیاقت کا سِکّہ بھی ان لوگوں کے دلوں پر بٹھا دیا۔

**افغانستان کا آزاد ہونا**

(۳) جب یہ الہام ہوا اُس وقت افغانستان کا درجہ ایک ریاست کا تھا اور اِس الہام میں نادر کو شاہ بتایا گیا تھا۔ اگر افغانستان آزاد حکومت نہ بنتی اور کسی طرح سردار نادر خان اس کے حاکم ہو جاتے، تب بھی وہ امیر کہلاتے نہ کہ بادشاہ۔ پس اس الہام میں افغانستان کی حکومت میں ایک زبردست تغیر کی، جس کے نتیجہ میں افغانستان نے آزاد ہو جانا تھا خبر دی گئی تھی۔ ۱۹۰۵ء میں جب یہ الہام ہوا کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ افغانستان آزاد ہو جائے گا۔ روس کی حکومت کا خطرہ اس طرح حکومتِ ہند کو لگا رہتا تھا کہ انگریزی حکومت کو ایک منٹ کے لئے بھی افغانستان کی آزادی تسلیم کرنے کا خیال نہیں آ سکتا تھا۔ امیر عبدالرحمٰن جیسا زبردست حاکم یہ جرأت نہ کر سکا کہ انگریزوں سے استقلال کا خواہاں ہو۔ پھر امیر حبیب اللہ میں کب یہ طاقت ہو سکتی تھی کہ آزادی حاصل کرے بلکہ امیر حبیب اللہ خان نے تو اپنے باپ سے بھی زیادہ انگریزوں سے تعلقات بڑھا لئے

تھے جس کے صلہ میں ان کا وظیفہ بھی بڑھا دیا گیا تھا۔ پس ان کے زمانہ میں تو کوئی شخص وہم بھی نہیں کر سکتا تھا کہ افغانستان آزاد ہو جائے گا اور اس کا امیر بادشاہ بن جائے گا لیکن اُس وقت جبکہ انسانی دماغ اس تغیر کے امکان کا خیال بھی نہیں کر سکتا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ بالا الہام میں بتایا گیا کہ افغانستان آزاد ہو جائے گا اور اس کا امیر شاہ کہلائے گا اور خدا تعالیٰ کے خاص نشان سے نادر جو ایک معمولی فوجی افسر تھا' اس ملک کی بادشاہت حاصل کرے گا۔ پیشگوئی کے اور حصوں کو جانے دو' صرف اِس حصہ کو لے کر دیکھو کس طرح ایک حکومت کی آزادی کی اور پھر اس کے فرمانروا کی اور ایسے فرمانروا کی جس نے غلام مُلک کو آزاد کرایا' تباہی کی اور اس کے بعد نادر جیسے انسان کی، جس کے درمیان اور تختِ افغانستان کے درمیان بیسیوں اور مستحق اشخاص حائل تھے' بادشاہت کی خبر دی ہے اور پھر وقوع سے پچیس سال پہلے۔ کیا یہ زندہ نشان نہیں؟ کیا یہ محیّر العقول پیشگوئی نہیں؟

## نادر خان کی علالت

(۴) جب بچہ سقّہ نے بغاوت کی ہے جرنیل نادر خان اُس وقت یورپ میں بیمار پڑے تھے۔ وہاں سے وہ باوجود بیماری کے ہندوستان آئے لیکن آتے ہی پھر سخت بیمار ہو گئے اور عرصہ تک پشاور میں ان کو بیمار رہنا پڑا۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ امان اللہ خان کے ساتھ مل کر جنگ میں شامل نہ ہو سکے۔ اگر وہ بیمار نہ ہوتے اور امان اللہ کے ساتھ جنگ میں شامل ہو جاتے اور فتح حاصل کر لیتے تو یقیناً تخت امان اللہ خان کے ہاتھ میں آتا اور نادر خان بادشاہ نہ ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو بیمار کر کے اس وقت تک فتح سے روکے رکھا جب تک کہ امان اللہ خان شکست کھا کر ملک سے بھاگ نہ گئے۔ پس اِس میں بھی ایک زبردست نشان تھا اور پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے یہ ایک الٰہی تدبیر تھی اور اپنی ذات میں ایک مستقل نشان۔

## نادر خان کو بھی اپنے بادشاہ بننے کا خیال نہ تھا

(۵) اگر اُس وقت کے اعلانات دیکھے جائیں جبکہ نادر شاہ اپنے ملک کو استبداد سے آزاد کرانے کے لئے کوشش کر رہے تھے تو اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت تک ان کے اپنے ذہن میں بھی بادشاہت کا خیال نہ تھا بلکہ جب تک امان اللہ خان ملک میں رہے وہ برابر ان کی تائید کرتے رہے اور جب وہ حکومت سے دست بردار ہو کر ملک چھوڑ گئے تو اُس وقت سے نادر خان صاحب نے برابر یہ اعلان کیا کہ انہیں خود حکومت

کی خواہش نہیں ملک کے لوگ جو فیصلہ مشورہ کے بعد کریں گے وہ اُسی پر کار بند ہوں گے۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ عین اُس وقت بھی جبکہ وہ ملک کی آزادی کے لئے جدوجہد کر رہے تھے خود ان کے نزدیک ان کا بادشاہ ہونا ناممکن تھا۔ لیکن اِس کے مقابل میں اُس الہام کو دیکھو کہ ۱۹۰۵ء میں پورے پچیس سال پہلے ان کے بادشاہ ہونے کا اعلان کیا گیا تھا۔

**نادر خان کی بے سروسامانی** (۶) جب وہ خوست کے علاقہ میں داخل ہوئے ہیں تو ان کی حالت ایسی کمزور تھی کہ پریس جاری کرنے کی بھی ان کو طاقت نہیں، ملک کے لوگوں کو صحیح حالات سے اطلاع دینے کے لئے انہوں نے اخبار جاری کرنا چاہا اور اس کے لئے ایک سٹائلو پریس جو معمولی چالیس پچاس روپیہ کی چیز ہے، انہوں نے خریدا اور دورانِ جنگ میں اخبار ''اصلاح'' اسی پر چھپ کر شائع ہوتا رہا۔ ایسے محدود وسائل کے ساتھ بچہ سقّہ جیسے دشمن کا مقابلہ جس نے امیر امان اللہ خان جیسے بادشاہ کو ان کے تمام ہتھیاروں اور فوجوں کے باوجود شکست دی تھی، نیچا دکھانا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ اور خود اپنی ذات میں ایک نشان تھا اور صرف خدا تعالیٰ کے فضل سے پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے یہ سامان پیدا ہوئے کہ باوجود بے سروسامانی، خرابیٔ صحت اور طوائف الملوکی کے نادر خان بچہ سقّہ کو شکست دینے میں کامیاب ہوئے۔

**افغانستان نے صرف نادر خان کو بادشاہت کا اہل سمجھا** (۷) نادر خان اعلان کر چکے تھے کہ وہ بادشاہت کے متمنی نہیں اور ملک جو فیصلہ کرے گا انہیں منظور ہوگا اور اِس پر انہوں نے عمل بھی کیا اور لوگوں سے مشورہ لیا۔ غالب خیال یہی تھا کہ چونکہ شاہی خاندان کے بہت سے افراد زندہ موجود تھے اور چونکہ امراء عام طور پر آپس میں رقابت رکھتے ہیں اس لئے بچہ سقّہ کے فتنہ کے فرو ہو جانے پر اول تو لوگ امیر امان اللہ خان کو واپس بُلانے کا مشورہ دیں گے اور اگر اُن کی بعض حرکات سے لوگ ناخوش تھے تو کم سے کم اُن کے خاندان کے کسی اور شہزادے کو تخت پیش کریں گے لیکن الٰہی فیصلہ کو کون روک سکتا تھا۔ جو تخت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نادر کو ۳۔ مئی ۱۹۰۵ء کو انعام کے طور پر مل چکا تھا، جو نادر اس لئے کھڑا کیا گیا تھا کہ تا امیر حبیب اللہ خان کا خاندان لَایَمُوْتُ وَلَا یَحْیٰ کی زندگی بسر کرے اُس تخت سے کون نادر کو محروم کرسکتا تھا؟ اُس نادر کو کون بادشاہت کے فیصلہ کے وقت نظر انداز کرسکتا تھا؟ آخر وہی ہوا جو خدا تعالیٰ کی طرف

سے مقدر تھا۔ یعنی پیشگوئی کے پورے پچیس سال بعد وہ نادر خان جس کے بادشاہ ہونے کے وقوعہ سے چھ ماہ پہلے بھی کوئی امکان نہ تھا' تختِ افغانستان پر متمکن ہونے کے لئے منتخب کیا گیا۔ باوجود اِس کے کہ اُس کی خواہش نہ تھی' باوجود اِس کے کہ وہ فیصلہ قوم کے ہاتھ میں چھوڑ چکا تھا' اُسی کے نام قرعہ پڑا' وہی اِس بوجھ کو اُٹھانے کا اہل سمجھا گیا اور اس کے سوا کون اہل ہوسکتا تھا جسے خدا تعالیٰ نے اہل قرار دیا۔

## نادر خان کا نادرشاہ کہلانا

(۸) مگر نادر خان کے نادرشاہ ہونے میں ایک مرحلہ ابھی باقی تھا بے شک افغانستان آزاد ہو چکا تھا' بے شک اس کا امیر اب بادشاہ کہلاتا تھا' بے شک اب نادر اِس آزاد حکومت کے تخت پر بیٹھ کر شاہ بن گیا تھا لیکن الہام میں اس کا نام نادر خان بادشاہ نہیں رکھا گیا تھا بلکہ نادرشاہ رکھا گیا تھا۔ اگر بادشاہ نادر خان کے نام سے نادر کو پکارا جاتا تب بھی عقلمند انسان کے نزدیک پیشگوئی کو پورا سمجھا جاتا اور یہ خیال کیا جاتا کہ نادر خان شاہ کو اختصاراً نادرشاہ کہہ دیا گیا ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے ایک ایک لفظ کو اس کی اصلی صورت میں پورا کرنا تھا' اِس لئے اِس کے لئے بھی غیر معمولی سامان پیدا کئے اور خود نادر کے دل میں یہ خیال پیدا کیا کہ وہ آئندہ نادرشاہ کہلائے۔

اے سوچنے والو! سوچو! کیا یہ غیر معمولی خیال نہیں! بادشاہ ہوکر لوگوں کے نام وہی رہتے ہیں۔ ''شاہ'' ان کے نام کے ساتھ لگ جاتا ہے۔ کبھی پہلے کبھی بعد میں۔ لیکن ان کے قومی القاب اور ان کے نام وہی رہتے ہیں۔ نادر کا نام نادر تھا اور قومی لقب خان تھا۔ خان کا لفظ شاہ کے عُہدہ کے خلاف نہیں بلکہ وہ تو شہنشاہ کے عُہدہ کے بھی خلاف نہیں۔ چنگیز خان آدھی دنیا سے زیادہ کا بادشاہ تھا مگر وہ شاہی لقب کے ساتھ خان بھی کہلاتا تھا۔ اسی طرح چغتائی خاندان کے کئی بادشاہ ''سلطان'' لقب کے ساتھ خان بھی کہلاتے تھے۔ جیسے سلطان غیاث الدین براق خان' سلطان محمد خان' سلطان محمد اولجہ خان وغیرہ نام تاریخوں میں مذکورہ ہیں۔ امان اللہ خان جن کے عہد میں افغانستان آزاد ہوا اور قدرتاً انہیں شاہ کہلانے کا شوق تھا وہ بھی شاہ امان اللہ خان کہلاتے تھے۔ کیوں پھر اسی طرح نادر خان شاہ نادر خان نہ کہلائے؟ کیوں ان کا نام ہی بدل کر نادرشاہ کر دیا گیا؟ اے صداقت پسند روحو! کیا تم اِس سے انکار کرسکتی ہو کہ یہ اُس خدائے قادر کا کام تھا اور صرف اُسی کا کام تھا جس نے ۳۔مئی ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خبر دی تھی کہ

''آہ! نادر شاہ کہاں گیا۔'' جس خدا نے نادر خان کا نام نادر شاہ رکھا تھا اُسی نے نادر خان اور اُن کے امراء کے دل میں یہ تحریک کی کہ گو شاہ کا لفظ نام کے پہلے بھی استعمال ہو سکتا ہے، گو امان اللہ خان نے باوجود شاہ ہو جانے کے اپنے نام کو امان اللہ شاہ کے نام سے مشہور نہیں کیا، گو خان کا لفظ شاہی کے منافی نہیں، لیکن پھر بھی نادر خان کو آئندہ نادر شاہ کہا جائے تا کہ نادر خان پیشگوئی کے مطابق نہ صرف شاہی کا عہدہ پائیں بلکہ ان کا نام بھی نادر شاہ ہو جائے۔

بعض جاہل لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ نادر خان کو الہام میں نادر شاہ کیوں کہا گیا ہے لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ نادر خان کا نام تمام دنیا میں نادر شاہ ہی پڑ گیا ہے۔ حتّٰی کہ خود وہ لوگ جو احمدیہ سلسلہ کے مخالف ہیں اور نادر خاں کو نادر شاہ کہنے پر معترض ہیں، خود اپنے اخبار میں بارہا نادر شاہ لکھ چکے ہیں جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ اسی طرح تمام انگریزی اخبارات ان کو نادر شاہ لکھتے ہیں، خود افغانستان کے لوگ انہیں نادر شاہ کہتے اور پکارتے ہیں، حکومت بھی اسی امر کو پسند کرتی ہے کہ انہیں نادر شاہ کہا جائے۔ چنانچہ روزانہ اخبار سیاست کے ۱۱۔دسمبر ۱۹۲۹ء کے پرچہ میں لکھا ہے کہ سردار شاہ ولی خان صاحب نے مالک اخبار سیاست کے ساتھ گفتگو کے دوران میں فرمایا کہ:۔

> ''ہندوستان میں لوگ اعلیٰ حضرت کا نام غلط لکھتے ہیں۔ جس روز انہوں نے اعلانِ مملکت کیا، اُس روز وہ خان کی جگہ شاہ ہو گئے اب اُن کا نام نادر شاہ شاہِ افغانستان ہے''۔

اس شہادت سے ثابت ہے کہ نادر خان کا نام ہی نادر شاہ رکھ دیا گیا تھا اور شاہ کا لفظ نام کا جُزو قرار پا گیا تھا کیونکہ سردار شاہ ولی خان صاحب فرماتے ہیں کہ اب ان کا نام نادر شاہ شاہِ افغانستان ہے۔ شاہ کا لفظ دوسری دفعہ دُہرا کر انہوں نے بتایا ہے کہ پہلا شاہ اُن کے نام کا جُزو ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے اپنے کلام کو پورا کرنے کے لئے اُن کے نام کو کُلّی طور پر بدل دیا اور اُن کا نام ہی نادر شاہ رکھ دیا گیا۔

اے حق کے طالبو! یہ تغیر معمولی نہیں، بلکہ نادر شاہ کے برسرِ حکومت آنے پر بھی اس تغیر کو ناممکن قرار دیا جاتا تھا۔ چنانچہ سلسلہ احمدیہ کے اشدّ ترین دشمن اخبار اہلحدیث میں بھی لکھا گیا۔

> ''کیا افغانستان میں نادر شاہ بولا جاتا ہے؟ کیا افغانستان کی اصطلاح میں بادشاہ کو شاہ کے لقب سے کبھی یاد کیا گیا؟ کیا کبھی عبدالرحمٰن شاہ یا حبیب اللہ شاہ یا

امان اللہ شاہ کے القاب کسی نے سنے؟ وہاں تو شاہ کا لقب بادشاہ کیلئے ہے ہی نہیں۔ بلکہ ہم کہیں گے کہ ہندوستان میں کسی معتبر تحریر میں عبدالرحمٰن شاہ یا حبیب اللہ شاہ وغیرہ نہیں ملتے۔ پس اگر یہ الہام افغانستان کے مَافِی الضمیر کی ترجمانی ہوتی تو شاہ کا لقب نہ ہوتا' بلکہ نادرخان کا لقب ہوتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نادرشاہ والا الہام کسی اور موقع کے لئے ہے' امیر نادرخان کے متعلق نہیں''[۸]

میں سمجھتا ہوں' یہ تحریر مولوی ثناء اللہ صاحب کے اخبار اہلحدیث میں اللہ تعالیٰ نے لکھوائی ہے۔ اس قدر شدید دشمن اخبار اِس امر کا اقرار کرتا ہے کہ نادرخان کا نادرشاہ کہلانا افغانستان کے لوگوں کے حالات' اُن کی زبان اور اُن کی تاریخ کو مدنظر رکھتے ہوئے ناممکن ہے۔ ہم کہتے ہیں یہ بالکل درست ہے' اس میں کوئی شک نہیں کہ افغانستان کے سابق بادشاہ' شاہ نہیں کہلاتے تھے۔ یہ بھی درست ہے کہ امان اللہ خان بھی بادشاہ ہوکر امان اللہ شاہ نہیں کہلائے بلکہ شاہ امان اللہ یا امان اللہ خان شاہِ افغانستان کہلائے۔ اور یہ سچ ہے کہ افغانستان کے لوگوں کے ذہنوں میں اپنی قومی روایات کے خلاف یہ خیال نہیں آ سکتا تھا کہ وہ نادرخان کو نادرشاہ شاہِ افغانستان کہنے لگیں مگر دوسری طرف یہ امرِ واقعہ ہے کہ نادرخان بادشاہ ہوتے ہی نادرشاہ کہلانے لگے۔ افغانستان اور ہندوستان کے جرائد انہیں نادرشاہ لکھتے چلے آئے ہیں اور لکھ رہے ہیں اور جیسا کہ ان کے بھائی اور وزیر سردار شاہ ولی خان صاحب کے بیان سے ثابت ہے' افغانی حکومت نے ان کا یہی نام تجویز کیا تھا۔ پس اے وہ لوگو جن کے دل میں خدا کا خوف ہے' جو مرنے پر اور مرنے کے بعد دوبارہ جی اُٹھنے پر یقین کرتے ہو' خدارا مجھے بتاؤ کہ وہ کون سی طاقت تھی جس نے اِس ناممکن امر کو ممکن کرادیا۔ جسے مولوی ثناء اللہ صاحب جیسے دشمنِ سلسلہ کا اخبار بھی ناممکن قرار دیتا ہے اور جو بظاہر حالات واقعہ میں ناممکن تھا۔ کیا اسی زبردست خدا نے نہیں جس نے ۳۔ مئی ۱۹۰۵ء کو پورے پچیس سال پہلے بانی سلسلہ احمدیہ کے الہام میں نادر کا نام نادرشاہ رکھا تھا۔ کیا اس زبردست نشان کو دیکھتے ہوئے بھی تم انکار کرتے چلے جاؤ گے؟ کیا اب بھی تم خدا کے مأمور کو قبول نہیں کرو گے؟ کیا اب بھی تم اپنے پیدا کرنے والے سے صُلح نہیں کرو گے؟ اور دہریت اور انکار کے گڑھوں میں گرے رہو گے؟ اگر ایسے زبردست نشان بھی جن کے ناممکن ہونے کا دشمن بھی اقرار کرتا ہے' تمہارے سمجھانے کے لئے کافی نہیں؟ اگر نہیں تو بتاؤ کہ تم خدا تعالیٰ سے

کس معاملہ کی امید کرتے ہو؟

(۹) **نادر شاہ کی وفات پر حسرت واندوہ کا اظہار** افغانستان جیسے ملک میں بادشاہ ہونے کے بعد بھی کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ لوگ جلد جوش میں آجاتے ہیں اور محبت دشمنی سے بدل جاتی ہے۔ بالکل تعجب نہ ہوتا اگر نادر شاہ بادشاہ ہونے کے بعد ملک میں بدنام ہو جاتے۔ یا ملک میں امن قائم کرنے کے قابل ثابت نہ ہوتے اور تفرقہ اور فساد بڑھ جاتا۔ لیکن ''آہ! نادر شاہ کہاں گیا۔'' کے الفاظ بتاتے تھے کہ ان کی موت کے وقت لوگ ان کے کام کی قدر کرنے لگ جائیں گے اور ان کی موت پر حسرت واندوہ کا اظہار کریں گے۔ یہ خود ایک نشان ہے کیونکہ پچیس سال پہلے ایک معمولی آدمی کے بادشاہ ہونے کی پیشگوئی کرنا خود ایک بڑا نشان ہے لیکن ساتھ یہ بتا دینا کہ باوجود اس کے کہ وہ قدیم شاہی خاندان کو علیحدہ کر کے تخت پر بیٹھے گا اور ایسے ملک میں حکومت کرے گا جہاں کے لوگ اصلاح کے نام سے دور بھاگتے ہیں' وہ مفید کام کرتے ہوئے لوگوں میں قبولیت پیدا کرتا چلا جائے گا اور لوگ اُس کی موت پر دل سے حسرت کریں گے۔ ایک ایسا نشان ہے کہ جس کی عظمت کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ حصہ الہام کا دو دفعہ پورا ہوا ہے۔ پہلی دفعہ جب امیر امان اللہ خان کے وقت میں بچہ سقّہ نے بغاوت کی اور امیر نے اور امراء نے اور عوام نے اُس وقت خواہش کی کہ کاش! نادر خان ہوتے تو ملک کو سنبھالتے۔ گو اُس وقت نادر خان نادر شاہ نہ تھے لیکن کبھی آئندہ نام سے بھی کسی کو وقت سے پہلے یاد کر لیا جاتا ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے کہ ہم نے لوگوں کو **اَلْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ** میں چڑھایا حالانکہ مشحون کے معنی بھری ہوئی کے ہیں۔ محققین لکھتے ہیں کہ اس جگہ مراد یہ ہے کہ وہ کشتی جو لوگوں کے بیٹھنے سے بھرنے والی تھی۔ چونکہ بتانا یہ ہے کہ کشتی آدمیوں کی کثرت یا کشتی کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے بھر گئی۔ بجائے اِس مضمون کو الگ بیان کرنے کے یہی کہہ دیا کہ ہم نے ان کو بھری ہوئی کشتی میں جگہ دی حالانکہ جگہ دیتے ہوئے وہ بھری ہوئی نہ تھی' اسی طرح یہاں ہوا۔ گو اُس وقت نادر خان بادشاہ نہ تھے لیکن چونکہ خدا تعالیٰ بتانا چاہتا تھا کہ اس وقت ان کو کامیاب کر کے بادشاہ بنا دیا جائے گا' اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو نادر شاہ کے نام سے ہی پکارا اور اس طرح ایک مختصر فقرہ میں وسیع مضمون ادا کر دیا۔

لیکن دوسرے معنی اِس کے اب پورے ہوئے ہیں جبکہ نادر شاہ لوگوں میں نادر شاہ کے نام

سے مشہور ہو کر اور اُن کی محبت کو جذب کر کے ایک دشمن ملک کے ہاتھوں سے قتل ہوئے ہیں اور سارا ملک بزبانِ حال چلّا رہا ہے کہ ’’آہ! نادر شاہ کہاں گیا‘‘؟

**اچانک حادثہ سے وفات کی خبر**

(۱۰) اِس الہام میں یہ بات بھی بتائی گئی تھی کہ نادر شاہ صاحب کی وفات کسی اچانک حادثہ سے ہوگی۔ کیونکہ ’’آہ! نادر شاہ کہاں گیا‘‘ کے الفاظ میں نہ صرف افسوس بلکہ حیرت بھی پائی جاتی ہے اور حیرت ہمیشہ بے وقت یا غیر مترقّب امر کے متعلق ہوا کرتی ہے۔ پس ان الفاظ سے ثابت ہے کہ الہام میں یہ بتایا گیا تھا کہ نادر شاہ معمولی طریق پر دنیا سے رخصت نہ ہوں گے بلکہ ان کا دنیا سے جانا غیر معمولی واقعہ کے طور پر ہوگا اور ایسے موقع پر ہوگا جبکہ لوگوں کو اس کی امید نہ ہوگی۔

نادر شاہ صاحب کے قتل کے جو واقعات اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں' ان سے صاف ظاہر ہے کہ اس پیشگوئی کا یہ حصہ بھی لفظاً لفظاً پورا ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ نادر شاہ صاحب ایک فٹ بال میچ کے نتیجہ میں تقسیمِ انعام کرنے کے لئے اپنے باغ دل کشا نامی میں تشریف لائے اور سینکڑوں لوگوں کے مجمع میں جس میں طالب علم' اُستاد اور امرائے سلطنت وغیرہ تھے چند طالبعلموں سے گفتگو کر رہے تھے کہ انہی طالب علموں میں سے جن کی ہمت بڑھانے کے لئے وہ آئے تھے' ایک نے ان پر ایک گز کے فاصلہ پر سے متواتر تین فائر کر دیئے۔ اور یکدم وہ مجمعِ طرب' بزمِ عزا بن گیا۔ اِس واقعہ کی سُرعت اور اس کی سخت حیرت کا موجب ہونا اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین فائر یکے بعد دیگرے ہو گئے اور لوگ شاہ کے بچانے کی کوشش نہ کر سکے۔ جرنیل محمود خان وزیرِ حرب اور شاہ کے بھائی اُس وقت موجود تھے اور اِس طرح اچانک کچھ کا کچھ ہو جانے کا اُن پر اِس قدر اثر ہوا کہ اخبارات میں لکھا ہے کہ وہ غش کھا کر گر گئے۔ لوگ گھبرا کر بازاروں کی طرف دوڑ پڑے اور پُکارنے لگے کہ شاہ فوت ہو گئے ہیں' شاہ فوت ہو گئے ہیں۔ یہ سب امور بتاتے ہیں کہ پیشگوئی کے عین مطابق نادر شاہ صاحب کا واقعہ اِس حیرت انگیز طریق سے ہوا کہ لوگ اپنے حواس کھو بیٹھے۔

**نادر شاہ کی افغانستان کو اشدّ ضرورت**

(۱۱) اِس پیشگوئی سے یہ بات بھی معلوم ہوتی تھی کہ جس وقت نادر شاہ صاحب کی وفات ہوگی' اُس وقت ملک کو اُن کی اشدّ ضرورت ہوگی۔ واقعات سے یہ امر

بھی ثابت ہوتا ہے چنانچہ بڑا ثبوت اِس امر کا یہ ہے کہ شاہ موصوف کی وفات سے چند دن پہلے ڈاکٹر محمد اقبال صاحب افغانستان سے واپس آئے تو انہوں نے اخبارات میں یہ امر شائع کرایا کہ اگر دس سال بھی نادر شاہ صاحب کو اَور مل گئے تو افغانستان کی حالت درست ہو جائے گی اور وہ ترقی کی چوٹی پر پہنچ جائے گا۔ اِس اعلان کے دوسرے دن وہ مارے گئے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب واقف لوگ اِس امر کو محسوس کرتے تھے کہ نادر شاہ صاحب کی زندگی کی ابھی ملک کو بہت ضرورت ہے لیکن پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء نہ تھا کہ وہ اُس وقت تک زندہ رہتے۔

## پیشگوئی کے دو پہلو

ممکن ہے کہ بعض دشمن یہ اعتراض کریں کہ جب نادر شاہ صاحب خوست پر حملہ کر رہے تھے' اُس وقت کہا جاتا تھا کہ ''آہ! نادر شاہ کہاں گیا'' سے یہ مراد ہے کہ اِس فساد کو دُور کرنے کے لئے نادر شاہ کی ضرورت لوگوں نے محسوس کی ہے اور اب اِن کی وفات پر اسے چسپاں کیا جاتا ہے۔ سو واضح رہے کہ یہ الہام دونوں دفعہ پورا ہوا ہے۔ اُس وقت بھی کہ جب امان اللہ خان کے بھاگنے کے موقع پر لوگوں کو جرنیل نادر خان کی ضرورت محسوس ہوئی تھی اور اب بھی کہ اللہ تعالیٰ کی مشیّت کے ماتحت وہ ایک بے وقوف نوجوان کے ہاتھوں مارے گئے ہیں اور یہ اب کا خیال نہیں بلکہ جماعت احمدیہ میں یہ خیال اُسی وقت سے پیدا ہے جب خوست کے میدان میں اللہ تعالیٰ نے نادر شاہ صاحب کو فتح دی۔ چنانچہ اُسی وقت میرے کہنے کے مطابق اِس پیشگوئی پر ایک مضمون مولوی شیر علی صاحب نے لکھا تھا جو ۳۔ جنوری ۱۹۳۰ء کے ''الفضل'' میں شائع ہو چکا ہے۔ اُس میں اِس امر کا اظہار کرنے کے بعد کہ یہ پیشگوئی امان اللہ خان کے شکست کھانے سے اور لوگوں میں جرنیل نادر خان کی واپسی کی خواہش سے اور نادر خان کے نادر شاہ بن جانے سے پوری ہوگئی، مولوی صاحب نے تحریر کیا تھا کہ اِس پیشگوئی کے دو مفہوم ہیں۔ ایک تو وہ جو بغاوتِ افغانستان کے وقت نادر خان کے باہر ہونے اور لوگوں میں ان کے بلانے کی خواہش پیدا ہونے اور پھر ان کے ملک میں واپس آ کر فتح پانے اور بادشاہ ہو جانے سے پورا ہوا اور ایک دوسرا مفہوم ہے۔ اس دوسرے مفہوم کے متعلق وہ لکھتے ہیں:۔

> ''دوسرے مفہوم میں ایک ایسا خیال جھلک رہا ہے کہ موسوم کو کوئی خطرناک مصیبت پیش آئے گی اور اس کے نقصان پر بہت رنج و غم محسوس کیا جائے گا۔'' [۹]

اس تحریر سے ظاہر ہے کہ احمدی جماعت شروع سے اِس امر کی قائل تھی کہ اس پیشگوئی کے دو

پہلو ہیں اور غالب ہے کہ وہ دونوں پہلو ہی پورے ہوں کیونکہ سنت اللہ یہ بھی ہے کہ بعض دفعہ الہام کے کئی پہلو ہوتے ہیں اور وہ سب پورے ہو جاتے ہیں۔

**خلاصہ بیان** خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے افغانستان کے متعلق ۳۔مئی ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دو وحیوں کے ذریعہ سے کچھ اخبارِ غیبیہ ظاہر کیں۔

جن میں ایک طرف تو بچہ سقّہ کی قلیل جماعت کے ساتھ امان اللہ خان پر فتح کا ذکر تھا اور پھر اس کے بعد یہ اطلاع تھی کہ نادر خان اُس وقت کہیں باہر ہوں گے' ملک اُن کی خواہش کرے گا' وہ واپس آ کر دشمن پر فتح پائیں گے اور بادشاہ ہو جائیں گے۔ ان کا نام نادر خان سے نادر شاہ ہو جائے گا' اس کے بعد پھر وہ ایک حادثۂ عظیمہ کا شکار ہوں گے اور اچانک ان کی موت واقع ہوگی۔ اور لوگ سخت ماتم اور غم میں مبتلا ہوں گے اور ان کی موت کو ملک کا بہت بڑا نقصان سمجھا جائے گا۔ یہ پیشگوئی اُس وقت کی گئی تھی جبکہ نادر ابھی ایک ناتجربہ کار نوجوان تھے اور ان کے لئے اعلیٰ عہدہ پر پہنچنے کا کوئی بھی امکان نہ تھا۔

**خدا تعالیٰ کا خالص غیب** اب اے لوگو! جو تلاش حق رکھتے ہو اور جن کو دنیا کی محبت نے عُقبیٰ کی یاد بالکل ہی فراموش نہیں کرا دی' میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا اِس قدر عظیم الشان اخبار پچیس اور تیس سال پہلے ایسے حالات میں بتا دینا کسی انسان کا کام ہوسکتا ہے؟ اگر انسان بھی ایسا کرسکتا ہو تو خدا کے رسولوں کی سچائی کا ثبوت ہی کیا ہوا اور خدا تعالیٰ کے کلام کی عزت ہی کیا رہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ [۱۱] خدا تعالیٰ اپنے غیب کو سوائے رسولوں کے کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اب اگر ایک مفتری اور نَعُوْذُ بِاللّٰهِ شیطان سے تعلق رکھنے والا شخص اس قدر عرصہ پہلے اس قدر لمبا سلسلہ غیبی امور کا بتا سکتا ہے تو بتاؤ کہ قرآن کریم کی سچائی کا کیا ثبوت رہ جائے گا؟ حکومتوں کا تغیر معمولی بات نہیں اور پھر پُرانے خاندانوں کی حکومت کا خصوصاً ایشیائی ممالک میں بدل جانا اور بھی عجیب بات ہے۔ اور اگر حکومت بدلے بھی تو کون کہہ سکتا ہے کہ وہ فلاں شخص کے پاس جائے گی۔ اس شخص کی اِس قدر لمبی عمر کا ضامن ہی کون ہوسکتا ہے اور اگر وہ زندہ رہے تو اس کا کون ضامن ہوسکتا ہے کہ اس کی قوتیں اُس وقت تک اس کا ساتھ دیں گی اور وہ اس موقع پر عملی طور پر کوئی حصہ لے سکے گا اور پھر یہ کہ وہ

کامیاب بھی ہو جائے گا اور پھر کامیابی کے بعد اس اس طرح اُس کی موت واقع ہوگی اور ملک کی حالت اس کے بعد اس اس طرح ہوگی۔ بخدا یہ خالص غیب ہے جس کا بیان کرنا خدا تعالیٰ کے سِوا کسی کے لئے ممکن نہیں۔ پس خدا تعالیٰ کے نشانات سے انکار نہ کرو کہ یہ راہ نہایت خطرناک ہے۔ اے بھائیو! جو خدا امان اللہ خان کو اُس کے تخت سے ایک بچہ سقّہ کے ذریعہ سے نکلوا سکتا ہے' اُس کے غیب سے آپ کیونکر اپنے آپ کو مامون سمجھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے کہ اُس نے اسلام کو بچانے کے لئے آپ میں سے ہی ایک شخص کو مبعوث فرما دیا جس نے اِس دہریت کے زمانہ میں اسلام کو تازہ معجزات کے ذریعہ سے پھر زندہ کر دیا ہے۔ پس وہ جو تمہاری نجات کے لئے آیا ہے' اُس سے دُور مت بھاگو اور وہ جو تمہارا دوست ہے' اُس سے دشمنی نہ کرو کہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری اچھے پھل پیدا نہیں کرتی۔

## کب تک انتظار کرو گے

دیکھو! سورج نصف النہار پر آ گیا ہے' نشان پر نشان ظاہر ہو رہا ہے۔ آسمان اور زمین پے درپے اور چلاّ چلاّ کر مسیح موعودؑ کی صداقت کی شہادت دے رہے ہیں۔ آخر تم کب تک انتظار کرتے رہو گے۔ کیا تم جانتے ہو کہ موت کا وقت کب آئے گا۔ پس کیوں خوف نہیں کرتے کہ کہیں انتظار ہی انتظار میں جان نہ نکل جائے۔ سچ سچ کہو کہ اگر تم کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین ہے تو مرنے کے بعد تم نے اس کے لئے کیا جواب سوچ رکھا ہے؟

آہ! تم میں سے کئی ہیں جو کہتے ہیں کہ کیا خدا نے ہندوستان میں ظاہر ہونا تھا اور وہ نہیں جانتے کہ جب خدا عراق میں ابراہیمؑ پر ظاہر ہوا تھا تو اُس وقت بھی لوگوں نے یہی کہا تھا کہ کیا خدا تعالیٰ نے عراق میں ہی ظاہر ہونا ہے اور جب وہ سینا میں موسیٰؑ پر ظاہر ہوا تھا تو اُس وقت بھی لوگوں نے یہی کہا تھا کہ خدا نے بنی اسرائیل میں ہی ظاہر ہونا ہے۔ اور جب وہ مسیح علیہ السلام پر نازل ہوا تھا تو اُس وقت بھی لوگوں کو یہی شُبہ ہوا تھا کہ کیا وہ ناصرہ جیسی بستی میں ہی ظاہر ہو سکتا تھا۔ اور پھر وہ جب عرب میں سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ پر ظاہر ہوا' تو قرآن کو کھول کر پڑھو اُس وقت کے یہود نے بھی اِس پر تعجب کیا تھا کہ کیا اس نے عرب میں ہی ظاہر ہونا تھا۔ بلکہ یہود تو یہود خود اہلِ عرب نے کہا تھا کہ کیوں ہمارے بڑے بڑے شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر خدا ظاہر نہ ہوا؟ پس یہ وسوسہ نیا نہیں اور نہ یہ وسوسہ نیا ہے کہ خدا کا کلام پیچھے رہ گیا ہے اس زمانہ کے لوگوں کو اس سے

کوئی حصہ نہیں ملا۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسفؑ کی قوم نے بھی ایسا ہی خیال ظاہر کیا تھا۔

پس خدا تعالیٰ کے صریح نشانات دیکھ کر ان وسوسوں میں نہ پڑو کہ لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ [1] جب صداقت مسیح موعود علیہ السلام کثرتِ معجزات سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہو چکی تو محض وسوسوں اور شُبہات پر کیوں ایمان کی ساعت کو پیچھے ڈالتے ہو کہ ایمان کی ایک ساعت کفر کی زندگی سے زیادہ قیمتی ہے۔

## اپنے پیدا کرنے والے کی آواز کو پہچانو

اے متلاشیانِ حق! خواہ تم کسی ملک کے ہو مَیں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کا نور آ گیا۔ پس آنکھیں بند نہ کرو اور غفلت کو ترک کر دو۔ دیکھو ہمارا خدا زندہ خدا ہے وہ جو کچھ پہلے کرتا تھا، اب بھی کرتا ہے اور تازہ بتازہ نشانات سے اسلام کی زندگی اور رسول کریم ﷺ کی حیاتِ سرمدی کو ثابت کرتا ہے۔ تم کو کیا ہو گیا کہ تم اپنے پیدا کرنے والے کی آواز کو نہیں پہچانتے اور اپنے مالک کے جلوہ کو شناخت نہیں کر سکتے۔ کیا دل مر گئے ہیں یا خدا تعالیٰ نے ہی کفر کی وجہ سے ان پر مُہر لگا دی ہے۔ یاد رکھو! خدا کا نور منہ کی پُھونکوں سے نہیں بجھتا۔ جس درخت کو اللہ تعالیٰ نے لگایا اُسے کون کاٹ سکتا ہے۔ جو نام خدا نے لکھا اسے کون مٹا سکتا ہے۔ جس قوم کو خدا نے بڑھانے کا فیصلہ کیا اُسے کون گھٹا سکتا ہے۔ پس خالقِ ارض و سما کے ارادہ سے مت ٹکراؤ کہ سمندر کی لہر مضبوط پہاڑوں سے ٹکرا سکتی ہے لیکن انسان خواہ کس قدر ہی طاقتور ہو خدائے واحد کے ارادہ کی مخالفت نہیں کر سکتا۔

## مسیح موعودؑ کی جماعت کی ترقی

دیکھو! ہر دن جو چڑھتا ہے مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو بڑھا رہا ہے۔ باوجود سب لوگوں کی مخالفت کے یہ جماعت بڑھ رہی ہے۔ پھر تم کیوں اِس امر کو جو ہو کر رہنا ہے خوشی سے قبول نہیں کر لیتے اور اُس دن کی انتظار میں ہو جب خدا تعالیٰ کی تلوار تمہاری گردنوں پر رکھی جائے۔ یاد رکھو کہ ہمیشہ ہی خدا کے مأمور ذلیل اور اُن کی جماعتیں حقیر سمجھی گئی ہیں، لیکن دنیا کی مخالفت نے اُن کا کچھ نہیں بگاڑا اور ذلیل ہی سب عزتوں کا سرچشمہ بنے اور وہ حقیر ہی سب بڑائیوں کے وارث ہوئے۔ پس اُٹھو اور اپنی اور اپنی اولادوں کی جانوں پر رحم کرتے ہوئے حق کو قبول کرو کہ ایک ایک دن قیمتی اور ایک ایک ساعت انمول ہے۔ تمہارا خدا تم کو اپنا قُرب بخشنے

کے لئے بے تاب ہے، اُس کی آغوش آج پھر اُسی طرح تمہارے لئے کُھلی ہے جس طرح ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور مسیحؑ اور رسول کریم ﷺ کے وقت کُھلی تھی۔ اِس نعمت کی قدر کرو اور جو عزت کا مقام تمہارا ربّ تم کو بخشنا چاہتا ہے اُسے قبول کرو۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

والسلام

خاکسار

مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ

قادیان ضلع گورداسپور

۲۰۔نومبر ۱۹۳۳ء

(شائع کردہ بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان ۔نومبر ۱۹۳۳ء)

---

۱؎ تذکرہ صفحہ ۸۸۔ایڈیشن چہارم

۲؎ تذکرہ صفحہ ۵۸۹۔ایڈیشن چہارم

۳؎ تذکرہ صفحہ ۵۰۷۔ایڈیشن چہارم

۴؎ تذکرہ صفحہ ۵۴۶۔ایڈیشن چہارم

۵؎ تذکرہ صفحہ ۵۴۷۔یڈیشن چہارم

۶؎ تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۰ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۰

۷؎ یٰس : ۸۴

۸؎ الفضل ۲۵۔مارچ ۱۹۳۰ء صفحہ ۳

۹؎ الفضل ۳۔جنوری ۱۹۳۰ء صفحہ ۱۱

۱۰؎ الجنّ : ۲۷

۱۱؎ مسند احمد بن حنبل جلد ا صفحہ ۱۲۵ المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۲۸ء